نمبر ۱۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ - مئی ۱۹۰۹ء مطابق ۲ - جمادی الاول ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۳

Digitized by Khilafat Library

ذکرِ حبیب

ایک سال کا عرصہ گذرنے کو آیا ہے جب ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام بمقام لاہور مرفوع ہوئے اگرچہ آپکی یاد اور آپ کا ذکر ایسی چیزیں نہیں جو ہمارے دل اور زبان سے کسی وقت محو ہو سکے تاہم میں نے مناسب سمجھا کہ الحکم کے اس نمبر کو خصوصیت سے آپ کا یادگاری نمبر قرار دیکر اول سے آخر تک اس میں ایسے مضامین جمع کروں جو ہر پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والاصفات سے متعلق ہوں اور ان میں اکثر آپ ہی کے قلم اور زبان سے نکلے ہوں جو اب تک طبع نہیں ہوئے اس سے جہاں ناظرین الحکم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور عہدیت کا مزا آجائیگا۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد خصوصیت سے دلوں کو گرما جائیگی میں نے اس تقریب کے لیے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ تعالےٰ کے حضور ایک مہینہ سے بھی زیادہ عرصہ گذرتا ہے ایک مضمون لکھکر یہ تجویز کرنی چاہی تھی کہ ۲۶ - تاریخ کو ہماری جماعتیں عام جلسے کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرۃ آپ کی تعلیم اور ہدایت پر پبلک لیکچر دیں مگر حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ خیال کر کے کہ ایسی باتوں کی ابتدا خواہ کیسی ہی خوش کن اور مفید کیوں نہ ہو کبھی یہ بدعات کا رنگ اختیار کر لیتی ہیں مجھو ایسی تحریک کی اشاعت سے منع فرمایا اس کو حضرت خلیفۃ المسیح کی احتیاط دور اندیشی اور غلبہ توحید سے رنگین اور سرشار فطرت کا پتہ چلتا ہے اور سمجھنے والوں کے لیے اس میں ایک نور ہدایت ہے بہرحال میں اس موقعہ کے حسب حال الحکم کا یہ نمبر اس رنگ میں شایع کرنا پسند کیا ہے۔ احباب کو چاہیے کہ وہ اسے غور سے پڑہیں اور فائدہ اٹھائیں۔ (ایڈیٹر)

دھریہ مذہب کی تردید

(حضرت مسیح موعود کے قلم سے)

دھریہ مذہب کی تردید پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریباً چالیس برس گذرے ایک مضمون لکھا تھا وہ مضمون آجتک کہیں طبع نہیں ہوا ایڈیٹر الحکم کو جو حضرت مسیح موعودؑ کی پرانی تحریروں اور قلمی یادداشتوں کے حصول کا خصوصاً خواہشمند رہتا ہے اور ایک عجوبہ روزگار کے عاشق کی طرح ہر جگہ انہیں تلاش کرتا رہتا ہے یہ مضمون جناب خان صاحب مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال جالندھر کے توسل سے ملگیا ہے انکے ذریعہ حضرت کی پرانی تحریروں کا اچھا خاصہ ذخیرہ اسے مل چکا ہے جو وقتاً فوقتاً کسی نہ کسی رنگ میں شایع ہونگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر میں منجب

ونمار احمدیہ میگزین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پبلشر الحکم کے اہتمام کے چھپکر شایع ہوا۔

عنوان ایک لطیف مضمون نذر ناظرین کرتا ہوں امید ہے یہ نہایت دلچسپی اور شوق سے پڑھا جائیگا۔ خصوصاً اس لحاظ سے کہ یہ ایسے وقت لکھا گیا جب ابھی **حضرت ممدوح** خداتعالےٰ کی طرف سے مامور نہیں ہوئے تھے اگرچہ اس قسم کے مضامین حضرت مسیح موعودؑ کی **سیرۃ** کا ایک جزو ہونگے لیکن میں اسوقت تک ناظرین کو منتظر رکھنا چاہتا اسلیئے اب پیش کرتا ہوں اور ناظرین الحکم سے اتنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اس **خادم** کے لئے خصوصاً دعا کریں جس نے انہیں ایک ایسا گرانقدر اور **نایاب و نادر** تحفہ منت پیش کر دیا ہے (ایڈیٹر)

سوال دہریہ۔ خدا کا اگر جسم نہیں ہے تو کیا چیز ہے

جواب۔ جسم اسے کہتے ہیں کہ وزن ہو سکے کہ اتنے سیر ہے یا اتنے من ہے اور مساحت ہو سکے کہ اتنا لمبا ہے یا اتنا چوڑا ہے؛

خدا ایک نور ہے۔ جو سب نقصانوں سے پاک ہے **اللہ نور السموات والارض؛**

جب ہم روح کی طرف دیکھتے ہیں تو ہم کو یقین ہو جاتا ہے کہ دنیا میں ایسی ہی چیزیں ہوتی ہیں کہ جسم نہیں ہیں اور پھر موجود ہیں وفی انفسکم افلا تبصرون

ایک دلیل وجود خدا تعالےٰ پر یہ ہے کہ زمانہ کا ابتدا ضرور ایک ماننا پڑتا ہے کیونکہ اگر زمانہ کا ابتدا نہیں تو چاہیے کہ بنی آدم تمام زمین کو روک لیں اور ایک جگہ خالی نہ ہوتی حالانکہ حکیموں نے تجربہ کر کے تخمینہ لگا دیا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت سے سات ہزار برس تک تمام ربع مسکون بھر سکتا ہے اگر سات ہزار برس سے زیادہ مدت گذری تو اسکے واسطے کوئی اور زمین چاہیئے ہر ایک آدمی سوچ سکتا ہے کہ اسکی قوم کے کسقدر آدمی دنیا میں پہلے ہوئی ہیں مثلاً قریب سات آٹھ سو برس سے مغول نام ایک شخص تھا جسکی اولاد قوم مغل ہے اب شمار کرو کہ اب کتنے مغل ہیں اسی طرح کل عرصہ تین سو برس کا گذرا ہے کہ باوا نانک صاحب ایک شخص ہوا ہے اب اسکی اولاد ہزارہا ہوئی ہیں اس دلیل کو معلوم ہوا کہ دنیا کا ایک ابتدا ہے اور ایک انتہا ہے ابتدا اس سے ثابت ہوا کہ جیسا اوپر کی طرف نظر کرتے جاؤ تو دنیا کا کتنا ثابت ہوتا ہے اور انتہا اس سے ثابت ہوا کہ زمین ایک میدان محدود ہے غیر محدود پیدایش کی گنجایش نہیں رکھتا تو ناچار کسی دن اس دنیا کا خاتمہ ہے پس جس چیز کا ابتدا اور انتہا ہے وہ چیز مصنوعی ہے قدیمی نہیں رہ سکتی۔ اور جب مصنوعی ہوئی تو اسکا ایک صانع ماننا پڑا اور وہ خدا ہے؛

اگر یہ کہو کہ بعض خاندان میں کثرت اولاد نہیں ہوتی کے اور گھٹتے رہتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ یہ ایک عارضہ ہے ورنہ تجربہ سے ثابت ہے کہ ایک بکری آدمی خرید لیتے ہیں تو دس کا ریوڑ بن جاتا ہے اور یہ ایک قاعدہ ہے کہ دنیا میں طبعی موت ساٹھ ستر برس کے بعد آتی ہے اور پرورش پندرہ برس کے بعد شروع ہو جاتی ہے اور اسپر صاف دلیل یہ ہے کہ جو جزیرے پہلے آباد نہ تھے وہ اب آباد ہیں؛

دوسری دلیل وجود واجب الوجود پر یہ ہے کہ کوئی مصنوع بغیر صانع کے نظر نہیں آتا اور ایک چھوٹا سا کوٹھا بغیر بنانیوالے کے بن نہیں سکتا۔ پھر اتنا بڑا کوٹھا کہ جس کی فرش کا محیط چوبیس ہزار میل سے زیادہ ہے اور جسکی سقف کمال صفائی سے محکم طور پر بنائی گئی ہے۔ اور جس کے اوپر چراغ رکھے ہیں کہ تا روشنی بخشیں اور ایسی ترتیب ہے کہ ایک کو سب سے اعلیٰ بنایا ہے اور باقی کو روشن تابع مقرر کیا ہے کسطرح بغیر بنانیوالے کے خودبخود بن گیا؛

اسجگہ دہریہ یہ سوال کرتے ہیں کہ دنیا کے کوٹھوں کو بنانیوالوں کو ہم بچشم خود دیکھتے ہیں لیکن آسمان زمین بنانیوالا ہمکو نظر نہیں آتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگر کوٹھا بنانیوالا نظر آتا ہو تو دلیل پکڑنے کی کیا حاجت تھی دلیل تو اسی جگہ پکڑی جاتی ہے کہ جب ایک شے کا وجود بغیر اسکے نظر آنیکے ثابت کرنا پڑتا ہے۔ دیکھو مصر میں ایسے ایسے قدیم عمارت موجود ہیں۔ کہ اب اس زمانہ کے لوگ انکو بنا نہیں سکتے لیکن یہ یقین کیا جا سکتا ہے۔ کہ ضرور کبھی معمار تھے جنہوں نے انکو بنایا مصنوع کے صانع پر ذاتی دلالت ہے خواہ صانع نظر آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ اگر ایک آدمی ایک نئی کل پیدا کرے جو ایک آدمی نے پہلے نہیں کی اور اس جنس کی صنعت پہلے کسی نے نہیں بنائی اور وہ آدمی ہم نے دیکھا بھی نہ ہو تو کیا ہم ایسا خیال کرینگے کہ وہ صنعت خودبخود بن گئی۔ ہر ایک عقلمندی کا کام ایک عاقل کی دستکاری پر دلالت کرتا ہے یہ مثال تعصب اور تاریکی نفس ہے کہ باوجود اقرار اس بات کے کہ ایک صنعت کو دیکھکر یہ کہیں کہ فی الحقیقت یہ عاقلانہ کام ہیں پھر انکار کریں کہ کسی عاقل کی بنائی ہوئی نہیں ذی شعور اور غیر ذی شعور کی فعل میں ہمیشہ ایک فرق ہوتا ہے جس مصنوع میں یہ علامت پائی جاوے کہ اسکے صانع نے اپنے مطالب کو بالارادہ مدنظر رکھا ہے اور فعل عبث نہیں تو اس مصنوع پر عقل سلیم حکم کریگی کہ یہ کسی صانع ذی شعور کا فعل ہے جیسے اگر کسی کاغذ پر سیاہی گرجائے تو ممکن ہے کہ انسان نے گرائی ہو یا کسی چوہے نے گرائی ہو یا یونہی اتفاقاً گر پڑی ہو لیکن اگر کسی کاغذ پر ایک صفحہ کسی کتاب کا لکھا جائے جو کوئی ضروری مطلب اس سے معلوم ہوتا ہو تو کوئی دانا نہیں کہے گا کہ خود بخود بغیر کاتب کے لکھا گیا پھر اگر یہ ایسے وضع کے حرف ہوں کہ پہلے اس وضع کے حرف ہمنے نہیں دیکھے لیکن جب ہم نے غور سے دریافت کر لیا کہ یہ بھی حرف ہیں اور اسکی عبارت ہیں صدہا صفحہ برابر بنتے چلے گئے تو پھر اگرچہ ہم نے اسکے کاتب کو نہیں دیکھا اور نہ اس نئی طرز کے کبھی حروف دیکھے۔ لیکن اس میں کیا شک رہیگا کہ ضرور یہ کسی کاتب کا ایجاد ہے؛

دیکھو اگر یہ کوٹھا زمین آسمان ایک چھوٹا کوٹھا ہوتا۔ تو تم اسکی کمال خوبصورتی دیکھکر ضرور کہتے

کہ کسی دانا انسان کا بنایا ہوا ہے۔ پس اب سوچنا چاہیئے کہ جس حالت میں اگر یہ چھوٹا کوٹھا بھی بغیر بنانیوالے کے بن نہیں سکتا تھا۔ تو اب کہ یہ بڑا کوٹھا ہے بغیر بنانیوالے کے کس طرح بنگیا۔

تیسری دلیل وجود خدا تعالےٰ پر یہ ہے کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چیز دوسری چیز کی مدد سے پیدا ہوتی ہے جیسے درخت پانی کی مدد سے اور بارش ہوتی ہے آفتاب کی مدد سے اور وجود نباتات کا ہوتا ہے دوسری حیوانات کی مدد سے اور زمین پر کوئی چیز نظر نہیں آتی کہ بغیر دوسری کے اسکا بچاؤ ہو سکے یا پیدا ہو سکے پس ایک وجود ایسا ماننا پڑا جو سب کا مددگار ہو وہی واجب الوجود ہے۔

آدمی بنا نطفے سے اور نطفہ بنا اناج سے اور اناج بنا مٹی سے اور مٹی کہاں سے بنی؟ اگر کہو کہ مٹی خود بخود چلی آئی ہے تو یہ بات ناقص ہے کیونکہ خود بخود وجود اس چیز کا ہوتا ہے جو دوسری کی کسی حالت میں محتاج نہ ہو لیکن مٹی اکٹھا رہنے میں پانی کی محتاج ہے اگر مٹی میں پانی نہ ملا ہو تو مٹی کو ہوا اڑا کر لیجائے۔ اور نیز مٹی نباتات کی اگانے میں پانی کی محتاج ہے اور کوئی محتاج چیز قدیمی نہیں ہو سکتی اور محتاج کو نہیں کہہ سکتے۔ کہ اسکا وجود واجب ہے علاوہ اسکے مٹی سے درخت پیدا ہوتے ہیں اور وہ اس سے بہتر ہیں اور ناقص واجب الوجود نہیں ہو سکتا۔

دلیل چہارم یہ ہے کہ فرمایا ہے خدا تعالےٰ نے فتبارک اللہ احسن الخالقین اور نیز فرمایا ہے افی اللہ شک فاطر السموٰت والارض ان دونوں آیتوں کے یہ معنی ہیں کہ ملاحظہ عالم سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایک چیز ایک چیز کی خالق اور فاطر ہے۔ جیسے سورج کی گرمی سے بخارات پیدا ہوتے ہیں۔ اور بخارات سے بادل پیدا ہوتا ہے اور بادل سے پانی پیدا ہوتا ہے۔ اور پانی سے پھل پیدا ہوتے ہیں لیکن خدا احسن الخالقین ہے اور اسی طرح خدا فاطر السموٰت والارض ہے جو ان کو عدم سے وجود بخشتا ہے۔

پھر اگر وجود خدا نہ ہو تو دروازہ تمام خیرات کا بند ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تمام لوگ اس طرح خیرات کرتے ہیں۔ کہ اس خیرات کے دینے سے ہمارا فائدہ ہے اور کوئی شخص بالحاظ فائدہ نقصان کے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایسا کام انکی نظر میں محض عبث ٹھہرتا ہے اسی طرح وجود خدا نہ ماننے والا بدی سے ڈر نہیں سکتا۔ کیونکہ بدی اسی لحاظ سے بدی ہوتی ہے کہ اسکا بد نتیجہ ہے اگر اسکا نتیجہ بد نہ کہا جائے تو پھر ہرگز دل اسکو بد نہیں خیال کر سکتا۔ پھر اگر بدی کرنیمیں کسی کا خوف نہ ہو تو پھر بدی کرنے سے کون مانع ہے اور اگر کہو کہ بادشاہ اور حاکم مانع ہیں ہم کہتے ہیں کہ بادشاہوں اور حاکموں کو کون مانع ہے جو شخص صاحب قدرت ہے اسکو کیا خوف ہے علاوہ اسکے حاکم اور بادشاہ ہر وقت حاضر ناظر نہیں ہوتے اور نہ انسان خیال کرتا ہے کہ وہ میرے کاموں کو ہر وقت دیکھتے ہیں۔

اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم زمین و آسمان کے صانع کو نہیں دیکھتے اسواسطے اسپر ایمان نہیں لاتے یہ انکی صاف شرارت ہے کیونکہ اگر اس دنیا میں صانع دکھایا جاتا تو پھر یہ دنیا دنیا نہ رہتی اور نہ کسی کو نیک کام کرنیمیں ثواب ہوتا اسواسطے کہ ثواب اسی وقت تک ہے کہ جب آدمی تقوٰی اختیار کرے بحالت پوشیدگی خدا کے اور ایمان لاوے اور اگر خدا اپنی ذات کو خود بخود ظاہر کرے تو پھر اسکا ثواب کیا هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔ یعنے یہ کتاب اُن متقیوں کے لیئے ہدایت ہے کہ خدا بر حالت پوشیدہ رہنے کے میں اُسپر ایمان لاتے ہیں۔

دوسری دلیل وجود خدا تعالےٰ پر یہ ہے کہ تمام مخلوقات کے خیالات کا اسی پر اتفاق ہے کہ ایک ذات رب العالمین ہے اور نیز اس بات پر اتفاق ہے کہ حقیقت میں صنعت زمین آسمان کی ایک ایسی صنعت ہے کہ بجز صانع کے ہرگز نہیں بن سکتی پس جس بات کو بہت دانا تجویز کریں۔ وہی حق ہوتی ہے سو سیانے ایکومت مورکھہ آپو آپنی

دہریہ کہتے ہیں کہ ہمنے زمین و آسمان کے صانع کو نہیں دیکھا اور صانع ہر ایک چیز کے ہمکو نظر آتے ہیں پھر کسطرح وجود صانع پر یقین کریں اسکا جواب یہ ہے کہ اگر صانع نظر نہ آوے تو مصنوع تو نظر آتا ہے اور اگر شے مصنوع ہے اور نہایت کاریگری سے بنائی گئی ہے مگر اسکا صانع نظر نہیں آتا تو یہ تو ہم ضرور کہینگے کہ کسی شخص نے اسکو ضرور بنایا ہے بحث تو یہ ہے۔ کہ مصنوع صانع پر دلالت کرتا ہے۔ یا نہیں دہریہ کہتے ہیں کہ خواہ نہایت ہی عقلمندی کا کام ہو اور پرلے درجہ کی کاریگری اسمیں پائی جاتی ہو پھر جب تک ہم صانع نہ دیکھینگے اسپر ایمان نہ لائینگے یہ انکی شرارت ہے ورنہ صانع کے دیکھنے کی کچھ ضرورت نہیں جو کام عقلمندی کا ہے جب ہمیں ثابت ہوجاوے کہ عقلمندی کا ہے تو بلا اختیار ہمارے دل میں بیٹھ جاویگا کہ کسی عاقل نے بنایا ہے۔

زمین و آسمان میں جتنی چیزیں ہیں ہم انکو بچشم خود دیکھتے ہیں۔ کہ ایک چیز دوسری چیز کی مدد سے بنتی ہے۔ اور ایک چیز دوسری چیز کی مدد سے قایم رہتی ہے بلکہ زمین آسمان کی مدد سے اپنی منفعتیں ظاہر کرتی ہے اس صورت میں یہ سوال دہریہ پر وارد ہے کہ زمین و آسمان کسی مصدر آسمانی سے پیدا ہوئے ہیں اور تک قایم رہے جیسے ہیں دہریہ اسکے جواب میں کہتے ہیں۔ کہ زمین و آسمان اپنی نہاد سے قایم ہیں پس انپر یہ سوال ہوتا ہے کہ بھلا باپ کا بیٹے سے جو تعلق ہے جو کچھ زمین و آسمان میں پیدا ہوتا ہے وہ ان دونوں کا بیٹا ہے اور وہ بغیر آسمان کے ٹھہر نہیں سکتا اس سے معلوم ہوا کہ یہی شہادت زمین و آسمان ہے کیونکہ مولود کا والد سے مختلف پہلوں میں ممکن

جو کام عقلمندی کا ہے جب ہمپر ثابت ہو جائیگا۔ کہ عقلمندی کا ہے۔ تو پھر اس بات کی حاجت نہ رہیگی کہ پھر ہم اسکے صانع کو دیکھیں دلیل اسپر یہ ہے کہ جس فعل میں صریح معلوم ہو کہ اس کے فاعل نے دیدہ و دانستہ اسکی بناوٹ سے ایک بات کا قصد کیا ہے اس فعل کو کوئی بدنیا دواں اتفاقی طور پر نہیں مانیگا بلکہ یہی سمجھیگا کہ ضرور اسکا ایک فاعل ہے مثلاً اگر سیاہی کا قطرہ یونہی پڑ جائے تو اس میں شک ہوگا کہ کسطرح پڑ گئی لیکن اگر ورق دو ورق حرف لکھے جائیں اور حرف بھی وہ حرف کہ جن میں کوئی مقصد کاتب کا معلوم ہوتا ہو تو اسکو کوئی عقلمند نہیں کہیگا کہ خود بخود لکھے گئے ہیں۔

پھر دہریہ سے یہ سوال ہے کہ تمکو جوان اور بوڑھا کون کرتا ہے۔ یہ کس چیز کی تاثیر ہے۔

پھر دہریہ سے یہ سوال ہے کہ سورج اور چاند اور زمین اور ہوا جو تمہاری خدمت میں مشغول ہیں اور ایکدم تمہاری خدمت سے الگ نہیں ہوتے تم انکا احسان مانتے ہو یا نہیں۔ اگر تم کہو کہ بغیر شعور کے یہ کام میں لگے ہوئے ہیں تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ جو فعل بغیر شعور کے اور بغیر نگرانی دوسرے کے ہوتا ہے وہ بگڑ جاتا ہے اور اگر شعور سے ہے تو تمکو انکا ممنون ہونا چاہیئے!

پھر دہریہ سے ہمارا سوال یہ ہے کہ آفتاب کا نکلنا اور بارشوں کا ہونا اتفاقی ہے یا کسی کے تصرف سے اگر اتفاقی ہے تو چاہیئے کہ کیوں دنیا نہ رہے اور بہت بارشوں سے یا بہت دھوپوں سے نقصان ہو جائے کیونکہ اتفاقی امر میں خطا بھی ہو جاتا ہے اور اگر ایسے کسی تصرف سے ہے تو وجود خدا کا ثابت ہوا کیونکہ خدا وہی ہے جو دنیا میں تصرف کرے!

پھر دہریہ کہتے ہیں کہ کسی نے خدا کو دیکھا نہیں اگر خدا کا وجود ہوتا تو اسکو کوئی دیکھتا اسکا جواب یہ ہے کہ بعض کو خدا نے دل کی آنکھ سے اپنے دیدار دکھایا ہے کہ بہت لوگ انکے تابع ہوئے اور انکی پیروی سے وہ اس درجہ تک پہنچ گئے جو انکو خدا کی پہچان بخشے اس صورت میں یہ دعوے جو کسی نے خدا کو دیکھا نہیں باطل ہوا اسکی مثال یہ ہے کہ ایک اندھا وجود آفتاب سے منکر ہو اور کہے کہ جب تک میں نہ دیکھ لوں آفتاب ہے پر یقین نہ کرونگا اسکا یہی جواب ہے کہ تو اندھا ہے اور آنکھ سے آفتاب کو نہیں دیکھ سکتا۔ تیرے واسطے طریق حصول تحقیق یہ ہے کہ جنہوں نے دیکھا ہے انکے بیان پر اعتماد کرنا یا پہلے اپنی آنکھوں کا علاج کرا پھر اسکو دیکھ لیگا!

ہم دہریہ سے پوچھتے ہیں کہ سکھ دکھ دینے والا کوئی دوسرا ہے۔ یا اپنے تدبیر سے ٹل سکتا ہو اگر اپنی تدبیر سے ٹل سکتا ہے تو کیوں تمام لوگ اپنی عمر زیادہ نہیں کر سکتے۔ آرام زیادہ نہیں کر سکتے ایک بوڑھا ہو کر مرتا ہے ایک جوان ہی مر جاتا ہے حالانکہ سب کوئی عمر زیادہ چاہتا ہے۔ بعض وقت آدمی سکھ چاہتا ہے۔ اور غیب سے اسپر دکھ آپڑتا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ سکھ دکھ دینے والا کوئی اور نہیں ہے اور وہی خدا تعالےٰ ہے ؏

حضرت اقدس کا ایک عجیب مکتوب

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک گرامی قدر مکتوب درج کیا جاتا ہے اس مکتوب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسطرح اول عمر ہی سے اس دنیا سے متنفر اور اللہ سے اپنے تعلقات کو مضبوط کرنیکی فکر میں رہتے تھے۔ یہ مکتوب آپنے اپنے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب مرحوم کی خدمت میں ایسے وقت میں لکھا تھا جب آپ عنفوان شباب میں تھے یہ مکتوب بھی آپ کی پاکیزہ فطرتی اور مطہر سیرۃ کا ایک جزو ہے"

(ایڈیٹر)

حضرت والد مخدوم من سلامت!

مراسم غلامانہ و قواعد فدویانہ بجا آوردہ معروض حضرت والا میکند چونکہ دریں ایام برای العین می بینم و بچشم سر مشاہدہ میکنم کہ در ہمہ ممالک و بلاد ہر سال چنان وبائی می افتد کہ دوستان را از دوستان و خویشان را از خویشان جدا میکند۔ و ہیچ سالے نمی بینم کہ این نائرہ عظیم و چنین حادثہ الیم در آن سال شور قیامت نیفگند۔ نظر بران دل از دنیا سرد شدہ است و رو از خوف جان زرد و اکثر این دو مصرع شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی بیاد می آیند و اشک حسرت ریختہ میشود

مکن تکیہ بر عمر ناپایدار
مباش ایمن از بازی روزگار

و نیز این دو مصرعہ ثانی از دیوان فرخ قادیانی نمک پاش جراحت دل میشود،

بدنیائے دوں دل مبند اے جوان
کہ وقت اجل میرسد ناگہان ؏

لہذا میخواہم کہ بقیہ عمر در گوشہ تنہائی نشینم و دامن از صحبت مردم بچینم و بیاد او سبحانہ مشغول شوم مگر گذشتہ را عذرے و مافات را تدارکے شود ؎

عمر بگذشت و نماندست جز ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

کہ دنیا را اساسے محکم نیست و زندگی را اعتبارے نے وایئس من خاف علی نفسہ من آفت غیرہ والسلام ؏

اس خط کو غور سے پڑھو عجیب معرفت ہوتی ہے کہ آپکا آخری الہام جو اپنی وفات کے متعلق ہوا وہ بھی یہی تھا۔
مکن تکیہ بر عمر ناپائدار مباش ایمن از بازی روزگار ؛ اور

[illegible]

دُرِّ نایاب یعنی کلام الامام امام الکلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقائق اور معارف کے بیان کرنے میں محاورہ الکلام اور عربی فارسی اردو زبانوں پر پوری حکومت رکھتے تھے زمانہ بعثت سے پہلے فارسی نظم میں آپ نے ایک عجیب و غریب دیوان لکھا ہے جو آپ کی پاک زندگی کا ایک شاہد عدل ہے کیونکہ اس دیوان میں بجز حقائق قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور حمد الٰہی اور مختلف مذاہب کی تردید کے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ ان دنوں میں آپ اپنا تخلص فرخ فرماتے تھے جو بعد میں فی الواقع فرخ ہی ثابت ہوا کہ آپ اس پہلے اسم بامسمی تھے۔ یہ دیوان فرخ کئی ہزار شعر کا مجموعہ ہے اور حضرت صاحبزادہ صاحب میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اس مبارک اور نایاب دیوان کو نہایت عمدہ چھپوانا چاہتے ہیں میرے خیال میں یہ دیوان قریباً پچاس برس گذشتہ کا لکھا ہوا ہے اسکو پڑھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ہمیں عالم شباب میں آپ کن خیالات میں مست اور محو تھے اس خیال سے ناظرین اپنے محسن اور مخدوم امام کے نصف صدی گذشتہ کے اشعار سے لطف اٹھا سکیں میں اس میں سے چند اشعار یہاں دیتا ہوں۔ اس کے بعد اس دیوان کا کوئی شعر اخبار میں کبھی نہیں چھپیگا۔ اور مکمل دیوان کی صورت میں حضرت صاحبزادہ صاحب اسے چھپوائیں گے میں نے اس خیال سے بھی ان اشعار میں سے بعض کو یہاں دینا چاہا ہے کہ تا ناظرین حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کو توجہ دلائیں کہ آپ جلد تر اس گوہر نایاب کو پبلک کریں۔ (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات پر ملتے ہیں

من نہ ہمچو مہر از تو جانان
دامن خود ز دست من مران

من ز مادر برائے تو زادم
ہست عشقت غرض ز ایجادم

سوئے دیگر کسے نبینم بحضور
کہ دلدارم ہست بس غیور

دل بہ نیلے دون چرا بندیم
ما بیار عزیز خورسندیم

دلبر من توئی اے جانان
دل تو بستہ ام نہ ہر دو جہان

من ز مادر برائے تو زادم
ہست عشقت غرض ز ایجادم

دل ز عشق کسے تپد مرا
اے مبارک کسے کہ دید مرا

روئے دلدار بر دل من تافت
دل من مقصد دو عالم یافت

ہر سر ہر صدی بدون آید
آنکہ دلدار را ہمے شاید

عز خود گر دہی برائے نگار
عز خود را تو ہم دہد دلدار

نفس را ہر کہ از میان انداخت
شب و روز گشت و رہ بشناخت

تا بہ نفس خود اسیر ضلال
کشف راہ خدا است خیال

ماہ تابان است صورت دلدار
نفس تو پیش ماہ چون دیوار

تا مرا بر رخ تو سودائی است
از خلائق نہ غم نہ پروائی است

خلق در کار و بار خود ہشیار
ما چو مستان فتادہ بر در یار

حضرت مسیح موعود کی پرانی دعا

آن خداوند برتر و پاک است ✽ صنعتش مہر و ماہ و افلاک است
ہر رہ و کوچہ پر شد از اشرار ✽ زندہ کن دین خویش دیگر بار
باز بنما بدین خود شوکت ✽ باز بر ما نظر کن از رحمت
باز احیائے دین احمد کن ✽ بیخ کفر از جہان برکن
کافر و کفر از جہان بردار ✽ راستی بخش از سگ مردار
ای خداوند قادر و سبحان ✽ جان من از بلا و غم برہان
تو غفوری و اکبر و اعلیٰ ✽ ہست بخشایش برون از حد
کس شریک تو نیست در دو جہان ✽ ہر دو عالم توئی خدائیگان
تو بزرگے و شان تست عظیم ✽ تو مجیدی و پاک و فرد قدیم
اے خدا ہستم بدین از آ ✽ کہ من بندہ رہ بکشائے
دل من رشک بوستان کن ✽ سر من خاک کوئے پاکان کن
دیدہ من بصدق روشن کن ✽ ہمہ کارم بوجہ احسن کن
از وجود خودم برآرم جان ✽ کہ نماند تصرف شیطان
ہدم بنیاد خود پرستی کن ✽ گم کن از خویش و محو ہستی کن
کشتۂ روئے خود گردانشان ✽ کہ دمے نایدم قرار از آن
دل من پاک کن ز کبر و غرور ✽ سینہ ام پر کن از تجلی نور
آنچنانم اسیر عشق خود بکن ✽ کہ نماند ز من نہ شاخ و نہ بن
شور مجنون بریز در جانم ✽ مست و مجذوب خود بگردانم
آنکہ یکدم بجز تو ہوشش نیست ✽ آنکہ بے تو زبان و گوشش نیست
آن بگردان مرا کہ چیزے نیست ✽ قدر او نزد اہل بینش نیست
آنکہ او را بخلق کار نماند ✽ باز کارش بجز نگار نماند
وایم الحبس شو و دران چاہے ✽ کہ نیاید از درون گاہے
سیم و زر کن حقیر در نظرم ✽ فقر کن مطلب نہ گستردم
آنچنان بخش عقل حق جویم ✽ کہ براہت بچشم و سر پویم
شور عشقت بریز در جانم ✽ مست و مجذوب بگردانم
ہمہ در جستجوئے تو خواہم ✽ ہر چہ خواہم برائے تو خواہم
اے خداوند من گناہم بخش ✽ سوئے درگاہ خویش راہم بخش
تا مرا دل بتو جمع پیوست ✽ از ہمہ کار و بار ما بگسست

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پاک سیرت سے آج سے پچاس برس پیشتر ایک فقرہ میں لکھا ہے۔ المساجد مکانی والصالحون اخوانی وذکر اللہ مالی وخلق اللہ عیالی یعنی میرا مکان مسجدیں ہیں اور صالحین میرے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا مال و دولت ہے اور مخلوق اللہ میرا کنبہ ہے۔

حضرت مسیح موعود کی نصیحت جماعت کو!

اور مین اسوقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہون کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتون سے پرہیز کرین۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کرکے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اسلئے مین نصیحت کرتا ہون کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ اور اپنے دلون کو بغضون اور کینون سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتون کیطرح ہو جاؤگے کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس مین انسان کی ہمدردی نہین اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹون سے بھرا ہے سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہین بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنیکے لئے ہے جو خدا مین ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آیندہ ہوگی بجز اسکے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جاوین خدا کیلئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ مین تمہین ایک ایسی راہ سکھاتا ہون جس سے تمہارا نور تمام نورون پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینون اور حسدون کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا مین کھوئے جاؤ اور اسمین اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتین صادر ہوتی ہین اور دعائین قبول ہوتی ہین اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہین مگر یہ ایکدن کا کام نہین ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑون کو اول بھٹی مین جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہانتک کہ آخر آگ کی تاثیرین تمام میل اور چرک کو کپڑون سے علیحدہ کر دیتی ہین۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی مین کپڑون کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھرون پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑون کے اندر تھی اور انکا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھاکر اور کچھ پانی مین دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہوتی ہے یہانتک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہین جیسے ابتدا مین تھے یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے **قد افلح من زکّٰھا** یعنے وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلون اور چرکون سے پاک کیا گیا دیکھو مین ایک حکم لیکر آپ لوگون کے پاس آیا ہون وہ یہ ہے کہ **اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے اور اپنے نفسون کے پاک کرنیکا جہاد باقی ہے** اور یہ بات مین نے اپنی طرف سے نہین کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو کہ جہان مسیح موعود کی تعریف مین لکھا ہے۔ **یضع الحرب** یعنے مسیح جب آئیگا تو دینی جنگون کا خاتمہ کر دیگا سو مین حکم دیتا ہون کہ جو میری فوج مین داخل ہین وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائین دلون کو پاک کرین اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دین اور دردمندون کے ہمدرد بنین زمین پر صلح پھیلا دین کہ اس سے انکا دین پھیلیگا اور اس سے تعجب مت کرین کہ ایسا کیونکر ہوگا کیونکہ جیساکہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتون کے لئے حال کی نئی ایجادون مین زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزون سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیون کو گھوڑون سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلا دیا ہے ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتون کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھون کے آسمان کے فرشتون سے کام لے گا بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہونگے۔ اور بہت سی چمکیں پیدا ہونگی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائینگی تب آخر مین لوگ سمجھ جائینگے کہ جو خدا کے سوا انسانون اور دوسری چیزون کو خدا بنایا گیا تھا۔ یہ سب غلطیان تھین سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرت مند ہے اور دعا مین لگے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نافرمانون مین لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو سن لو کہ یہ وہ دن ہین جن کا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصون کو بہت لمبا نہین کریگا۔ اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے۔ اور یا جب آسمان کے ایکطرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفین ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہین ایسا ہی ان دنون مین ہوگا کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنیکے لئے کہ مسیح کی منادی بجلی کیطرح دنیا مین پھر جائیگی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ مین پھیلیگی زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے اور ریل اور تار اور اگنبوٹ اور ڈاک کے احسن انتظامون اور سیر و سیاحت کے سہل طریقونکو کامل طور پر جاری فرما دیا ہے سو یہ سب کچھ پیدا کیا گیا تا وہ بات پوری ہو کہ مسیح موعود کی دعوت بجلی کی طرح ہر ایک کنارہ کو روشن کریگی۔ اور مسیح کا منارہ جن کا حدیثون مین ذکر ہے۔ اور اصل اسکی یہی حقیقت ہے کہ مسیح کی ندا اور روشنی ایسی جلد دنیا مین پھیلیگی جیسے اونچے منارہ پر سے آواز اور روشنی دور تک جاتی ہے۔ اسلئے ریل اور تار اور اگنبوٹ اور ڈاک اور تمام اسباب سہولت تبلیغ اور سہولت سفر مسیح کے زمانہ کی ایک خاص علامت ہے جسکو اکثر نبیون نے ذکر کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا کیا؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مامور اور مبعوث ہو کر کیا کیا؟ یہہ سوال ہر چند بہت ضروری سوال ہے مگر اسکا جواب ایسا نہیں کہ وہ ایک اخبار کے چند صفحات میں کیا ایک ہی مختص کئے ہوئے صفحہ میں سما سکے مجھ اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی جسکے فضل سے میں مایوس اور نا امید نہیں ہوں تو اس مضمون پر حضرت کی سیرۃ اور لائف میں مفصل بحث کرونگا (انشاء اللہ العزیز) جو اسکا ایک خاص باب یا حصہ ہوگا۔

میرے محسن و مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی سیالکوٹ میں ایک لیکچر اس مضمون کے مفہوم پر نہایت کامیابی سے دیا تھا تاہم یہہ سچی بات ہے۔ کہ ایک مامور کی قریباً پچیس سالہ بعثت کے واقعات اور خدمات چند صفحوں یا سطروں میں آنے ناممکن ہیں۔

میں صرف اس لحاظ سے ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ اس پرچہ کے حسب حال مختصر سا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی غرض اور مقصد کو لیکر آئے تھے جو ہمارے اور حضرت مسیح موعود کے سید و مولیٰ امام الرسل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی پس اس لحاظ سے آپنے وہی کام کیا جس کے لیے آپ مبعوث ہوئے تھے اسکو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے خدا شناسی اور خود شناسی کے لیے عملی توحید قایم کرنے اور سچا اور زندہ ایمان اور گناہ سوز فطرت پیدا کرنے کے لیے اندرونی اور بیرونی دو کام کیے تھے۔

اندرونی کام یہ تھا۔ کہ اسلام جو فی الحقیقت ایک چشمہ صافی تھا بعد زمانہ کی وجہ سے بہت سی غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کے خس و خاشاک سے مکدر ہو چکا تھا۔ اور مسلمانوں کی عملی قوت بہت ہی کمزور ہو گئی تھی اسکی وجہ غیر قوموں کے حملے اور فلسفہ جدیدہ کی وجہ سے اعتقادی امور میں تردد اور اضطراب کا پیدا ہونا تھا یہ کوئی مخفی اور دلایل کا محتاج امر نہیں کہ جب کسی مذہب پر مختلف قسم کی زدیں آکر پڑیں اور انکا معقول جواب نہ دیا جاوے تو ایمانی قوت میں ضعف پیدا ہوجاتا ہے۔ اور جب ضعف الایمان کی حالت ہو تو پھر تقویٰ اور طہارت کی امید موہوم۔

پس آپنے آکر پہلا کام یہ کیا کہ اس ضعف ایمان کے وجوہات اور اسباب کو کچلنا شروع کیا اور مخالفین و معترضین اسلام کے لیے ایک جدید علم کلام پیش کیا۔

سب سے بڑا دشمن اسلام کا صلیبی مذہب تھا۔

اس مذہب کے لئے خصوصاً اور دوسری مذاہب کی تردید کیلئے عموماً حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم میں سے یہ حربہ وضع کیا کہ آسمانی کتاب کا یہ فرض ہے کہ دعویٰ بھی آپ کرے اور دلیل بھی آپ دے کہ دلایل سے جو مذہب کہ عاری اور تہیدست ہو اور اسکے ماننے والے اگر اسکی حمایت اور تائید کے لیے خود ساختہ باتیں بنائیں تو کچھ بھی نہیں اس اصل سے مردہ پرست قوم کے ایوان میں تزلزل پڑ گیا اور مشنری کمپونڈ گھبرا اٹھے اسکے ساتھ صلیبی مذہب کی ایک عظیم الشان او حقوق انسانی اور اخلاق فاضلہ کی تیغ دشمن اصل کفارہ کی ابطال کیلئے حضرت مسیح موعود نے ایک [illegible] حربہ دنیا کو دیا جسنے اس مذہب کی جڑوں کو ایسا کھوکھلا کر دیا ہے کہ اب قیامت تک یہ فتنہ پنپ نہیں سکتا۔ یہ حربہ مسیح کی وفات کے متعلق ہے یہ دعویٰ حضرت مسیح موعود نے جس قوت اور استقلال اور تائید ربانی سے پیش کیا ہے اسکو دنیا جانتی ہے ایکطرف اسنے عیسائیوں کے مذہب کے بوسیدہ شہتیر کو گرا دیا دوسری طرف اس غلط فہمی کیوجہ سے مسلمانوں میں جو ضعف عملی اور اعتقادی رنگ میں پیدا ہو گیا تھا اسکی اصلاح شروع ہوئی سنہ ۱۸۹۱ء سے لیکر سنہ ۱۹۰۸ء تک آپنے جس استقلال اور استقامت اور پوری بصیرت اور قوت کیساتھ اس مسئلہ کو پیش کیا ہے اسکی نظیر مشکل ہے اور عام طور پر منوا دیا کہ عیسائیوں کا خدا یسوع مسیح مر گیا پھر مسئلہ کفارہ اور یسوع کی الوہیت وغیرہ پر لعنت کے مفہوم کو پیش کیا اور ایسے طور پر کسر صلیب کر دیا کہ کوئی عیسائی اسکا جواب نہ دے سکا۔

یہہ اسلام پر ایک بیرونی اور خطرناک حملہ تھا اسکی وجہ سے تقویٰ و طہارت اور ایمان اور اخلاق کی جڑ کھوکھلی ہو چلی تھی حضرت مسیح موعود نے اس کے انسداد کے لیے وہ کوشش کی کہ بجز خدا تعالےٰ کے مامور اور منصور کے کوئی نہیں کر سکتا۔ پھر آریہ قوم نے خطرناک حملے اسلام پر کئے ان کی تردید اور مقابلہ کے لیے حضرت مسیح موعود نے جو کتابیں رسالے وقتاً فوقتاً لکھے انہوں نے نہ صرف آریوں کے مذہب کی حقیقت کھولدی بلکہ اسلام کی عقاید کی خوبی اسکی تعلیم کی عمدگی کو بیش از بیش صاف اور واضح کر دیا۔ اور آریوں کو ہمیشہ کیلئے آدھ موا نہیں بلکہ مردہ کر دیا۔

سکھوں کی قوم پر ست بچن لکھکر حجت پوری کی اور انہیں بتایا کہ حضرت بابا نانک صاحب اسی چشمہ صافی کے سیراب ہونے والے تھے جو اسلام کا چشمہ ہے۔

غرض اسلام کے بیرونی دشمنوں کے حملوں کا دفاع کیا۔ دلایل و براہین کے علاوہ تازہ بتازہ تائیدات اور خوارق سے اور اس طرح ضعف ایمان کے بہت بڑے سبب کو زایل کیا۔

مسلمانوں میں اندرونی طور پر اعتقادی اور عملی کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں انکو آیات بینات اور خدا تعالےٰ کے خارق عادت نشانات سے دور کیا اور زندہ ایمان اور وہ یقین جو گناہ سوز فطرت پیدا کرنے میں ان نشانات کے ذریعہ پیدا کئے اور لاکھوں انسانوں کو حقیقی معبود کے سامنے جھکا دیا اور فسق و فجور کی تاریک غار سے نکال لیا میں نے شروع میں لکھا ہے کہ یہ مضمون بہت وسیع ہے اسلئے ان امور کی صراحت اور تفصیل میں میں نہیں جا سکتا حضرت کی تصنیفات اس قصہ کی دلیل ہیں۔ راہ میں پھر مسلمانوں کو جہاد کے مفہوم سمجھنے میں جو غلطی ہوئی تھی اسکی اصلاح کی اور بتایا کہ اب جنگ اور جہاد قطعی اور حرام ہے گورنمنٹ برطانیہ کیساتھ وفادارانہ تعلقات رکھنے کی ہدایت کی

* اور اپنی ہر تحریر اور تقریر میں اسکو کچھ نہ کچھ بیان کیا بالآخر تمام قوموں میں محبت قایم کرنیکے لیے پیغام صلح کیسا ہی پیغام لکھتے ہوئے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہاں [illegible] مختصر [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر ایکسال

۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کا دن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک یوم انقلاب کے نام سے یاد رہیگا جب کہ ہمارے سید امام علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے وعدوں کے موافق مرفوع ہوئے۔ یہ واقعہ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے لاہور احمدیہ بلڈنگز میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن کے مکان میں وقوع ہوا اور ۲۷۔ مئی ۱۹۰۸ء کو اعلیحضرت پانچ اور چھ بجے کے درمیان بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے؛

حضرت مسیح موعود کا وصال اور رنج ایک ایسا امر تھا کہ جس سے سلسلہ پر مخالفین کو بہت کچھ اعتراض کرنیکے لئے موقع ملگیا تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے اپنے وعدوں کے موافق ہماری دستگیری کی اور جماعت کو ہر قسم کے تفرقہ سے بچا لیا چنانچہ ابھی آپ مدفون نہیں ہوئے تھے کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کو جو کل جماعت میں سب سے بڑھکر عالم سب سے بڑھکر متقی سب سے بڑھکر خدا تعالےٰ سے خوف کھانیوالے تھے کل مہاجرین و انصار قادیان اور اہل بیت حضرت مسیح موعود اور ٹرسٹیان انجمن نے آپکو خلیفۃ المسیح اور حضرت مسیح موعود کا جانشین تسلیم کر لیا اور آپ کے ہاتھ پر الوصیت کے اشارہ کردہ خلیفہ اور امام کی حیثیت سے بیعت کی چنانچہ ان ایام میں صدر انجمن کے سیکرٹری جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے نے ۲۸۔ مئی ۱۹۰۸ء کو ایک غیر معمولی پرچہ الحکم شایع کرایا جس میں لکھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقربا حضرت مسیح موعود باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جسکی تعداد اسوقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپکا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے اصحاب موجود تھے۔ مولانا حضرت سید محمد احسن صاحب، صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب، جناب نواب محمد علیخان صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، خلیفہ رشید الدین صاحب و خاکسار (خواجہ کمال الدین)۔ موت اگرچہ اچانک تھی اور اطلاع دینے کا بہت ہی کم وقت ملا تاہم انبالہ۔ جالندھر۔ کپورتھلہ۔ امرتسر لاہور۔ گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ جموں گجرات بٹالہ۔ گورداسپور۔ وغیرہ مقامات سے معزز احباب آ گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ ایک کثیر جماعت نے قادیان اور لاہور میں پڑھا حضرت قبلہ حکیم الامۃ سلمہ کو مندرجہ بالا جماعتوں کے احباب اور دیگر کل حاضرین قادیان جن کی تعداد اوپر دیگئی ہے۔ بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔ یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہوکر بیعت کریں؛

اب خلیفۃ المسیح حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ کے انفاس طیبہ اور دعاؤں کی برکت سے یہ سلسلہ بدستور بڑھ رہا ہے دور خلافت کا یہ پہلا سال کس قسم کا گذرا۔ یہ غالباً حضرت خلیفۃ المسیح کی سوانح کا ایک حصہ ہے۔ لیکن یہاں اتنا ذکر کرنا غالباً ضروری ہے۔ کہ یہ سال ہر طرح سے ترقیوں کا سال ہے ایک موقعہ پر جماعت میں بعض سوالات کی بنا پر ایک تنازع پیدا ہوا مگر خدا تعالےٰ نے اس دوسرے موقع پر بھی اپنی قدرت ثانی کے مظہر اول کے ذریعہ ہماری دستگیری کی۔ اور خیالی اختلاف مٹ گیا آیت استخلاف کے ماتحت خلافت کی تمکین ہوئی تبلیغ اور اشاعت کا دائرہ وسیع ہوا کلکتہ کی مذہبی کانفرنس میں ایک لیکچر دیا گیا۔ اور جماعت میں سالانہ جلسوں کی تحریک کا آغاز ہوا مستقل سرمایہ کی تجویز پاس ہوئی مدرسہ احمدیہ کا جو خالص دینی مدرسہ ہے اجرا ہوا بورڈنگ ہوس کی تعمیر کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنیکا عزم کیا گیا؛

ٹریکٹ سیریز کے ذریعہ ممالک غیر میں اشاعت کے سلسلے کو اور بھی مفید بنانیکا فکر کیا گیا۔ خالصہ قوم میں تبلیغ کے لیئے تجویزیں سوچی گئیں۔ ترجمۃ القرآن کے لئے سعی کیگئی واعظین کا تقرر عمل میں آیا مجلس مشعار قائم ہوئی سرحدی صوبہ کے چیف کمشنر کے پاس ایک ڈیپوٹیشن بھیجا گیا غرض حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے طفیل یہ سلسلہ ترقی کر رہا ہے اور اس طرح پر حضرت کی وفات پر ایکسال گذرا ہے۔

اطلاع

فیروزپور کا جلسہ۔ آخری اطلاع

یہ ہے کہ فیروزپور کا جلسہ پھر ملتوی ہوا۔ کوئی صاحب نہ جاوے۔ اس بازیچہ اطفال کے لیے کون ذمہ دار ہے؟ کیا اب بھی جلسوں کا سوال زیر غور نہ ہوگا؟